کیا اپنے ملازم کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Nor:13382 تاریخ:24-05-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری کاسمیٹکس کی دکان ہے اور میں صاحبِ نصاب بھی ہوں، اس دکان میں میرا ایک ملازم ہے، جس کو میں ماہانہ تنخواہ دیتا ہوں، یہ ملازم مالی حوالے سے کمزور ہے، اس لیے میں اس کو تنخواہ سے ہٹ کر کچھ رقم وقتاً فوقتاً بطور ایڈوانس زکوٰۃ بھی دے دیتا ہوں، نیت میری یہی ہوتی ہے کہ میرا فرض ادا ہو جائے، اس کی مالی امداد ہو جائے اور یہ میری دکان چھوڑ کر بھی نہ جائے اور یہیں کام کرتا رہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس طرح کی نیت کرنے سے میری زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہونے کے لیے نیت شرط ہے کہ بلا نیت زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ دیتے وقت نیت یہ ہو کہ اللہ رب العالمین کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کی طرف سے مقرر کیے گئے فرض کی ادائیگی کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ کوئی ایسی نیت شامل نہ ہو، جو ادائیگیِ زکوٰۃ کے منافی ہو، لہٰذا جب آپ نے اپنے ملازم شرعی فقیر مستحقِ زکوٰۃ کو اس کی اجرت و تنخواہ سے ہٹ کر زکوٰۃ کی نیت سے زکوٰۃ کی رقم دی، تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور فرض ذمہ سے ساقط ہو گیا۔

تنویر الابصار میں ہے:"تملیک جزء مال عینہ الشارع من مسلم فقیر غیر ھاشمی ولا مولاہ مع

قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالی "یعنی زکوٰۃ شارع کی طرف سے مقرر کردہ حصے کا فقط رضائے الٰہی کے لیے کسی مسلمان فقیر کو اس طرح مالک بنانا ہے کہ ہر طرح سے مالک نے اس شے سے نفع حاصل کرنا ترک کر دیا ہو، بشرطیکہ وُہ مسلمان ہاشمی نہ ہو اور نہ ہی اس کا غلام ہو۔

درمختار میں ہے: "لله تعالى بيان لاشتراط النية "یعنی "اللہ کے لیے ہو" کے الفاظ نیت ہی کو شرط قرار دینے کے لیے ہیں۔

ردالمحتار میں ہے: "(قوله لله تعالى) متعلق بتمليك أي لأجل امتثال أمره تعالى "یعنی ماتن کے قول (للہ تعالیٰ) کا تعلق لفظِ تملیک کے ساتھ ہے یعنی یہ عمل فقط اپنے رب تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کے طور پر ہو۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، جلد3، صفحہ 203،207، مطبوعہ بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ میں نیت شرط ہے، بے اس کے ادا نہیں ہوتی۔ "

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 65، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جبکہ تقریرِ سوال سے ظاہر کہ انہوں نے محض بہ نیتِ زکوٰۃ دیا اور اسے زکوٰۃ ہی خیال کیا، معاوضہ و اجرت کا اصلاً لحاظ نہ تھا، تو بے شک زکوٰۃ ادا ہو گئی، اگرچہ وہ شخص جسے زکوٰۃ دی گئی اپنے علم میں کچھ جانتا ہو، اگرچہ انہوں نے اس سے صاف کہہ بھی دیا ہو کہ یہاں رہو گے، تو دیں گے ورنہ نہ دیں گے، اگرچہ وہ عمل بھی اس کے مطابق کریں یعنی ایامِ حاضری میں دیں، غیر حاضری میں نہ دیں کہ جب نیت میں صرف زکوٰۃ کا خاص قصد ہے، تو ان میں کوئی امر اس کا نافی و منافی نہیں۔ "

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 69، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مستحقِ زکوٰۃ کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے: "مصرفِ زکوٰۃ ہر مسلمان حاجتمند ہے جسے اپنے مالِ مملوک سے مقدارِ نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں، بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو، نہ اپنا شوہر،

نہ اپنی عورت اگرچہ طلاقِ مغلظہ دے دی ہو جب تک عدت سے باہر نہ آئے، نہ وہ جو اپنی اولاد میں ہے جیسے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، نہ وہ جن کی اولاد میں یہ ہے، جیسے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی۔۔۔نہ مرد غنی کا نابالغ بچہ۔۔۔ان کے سوا سب کو روا۔"

(ملتقطاً، فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ246، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

جہاں تک نیت میں اس بات کو شامل کرنے کا تعلق ہے کہ زکوٰۃ اس ملازم کو اس لیے دے رہا ہوں کہ یہ میری دکان چھوڑ کر نہ جائے، میرے پاس ہی کام کرتا رہے، تو اس نیت سے اگرچہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں خلل واقع نہیں ہو گا، لیکن اس طرح کی نیت عمل کے قبول ہونے میں رکاوٹ کا باعث ہے کہ قبولیتِ عمل کے لیے ضروری ہے کہ جو بھی عمل کیا جائے وہ خالص اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا جائے اور اس عمل میں کسی مخلوق کے ارادہ کو ہرگز شامل نہ کیا جائے، جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ اپنے اعمال خالص اللہ پاک کی رضا کے لیے کرو کہ اللہ پاک وہی عمل قبول فرماتا ہے، جو خالص اس کے لیے کیے جائیں، اگر اس میں کسی مخلوق کو شامل کیا گیا یا کسی دنیوی مقصد کے لیے وہ عمل کیا گیا، تو اس طرح کا عمل قبول نہیں ہو گا یعنی اس پر ثواب حاصل نہیں ہو گا۔

شعب الایمان میں حضرت ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یا أیها الناس، أخلصوا أعمالكم لله عز وجل فإن الله عز وجل، لا یقبل إلا ما أخلص له، ولا تقولوا هذا لله وللرحم ، فإنها للرحم، فليس لله عز وجل منها شيء، ولا تقولوا هذه لله ولوجوهكم، فإنها لوجوهكم ليس لله منها شيء "یعنی اے لوگو! اپنے اعمال خالص اللہ عزوجل کے لیے کرو، کیونکہ اللہ عزوجل قبول نہیں فرماتا مگر وہی عمل جو خالص اس کے لیے کیا گیا ہو اور یہ نہ کہو: یہ اللہ کے لیے اور قریبی رشتہ کے لیے ہے، کیونکہ یہ پھر قریبی رشتے کے لیے ہو گا، اللہ کے لیے اس میں سے کچھ نہیں ہو گا اور یہ بھی نہ کہو کہ یہ اللہ کے لیے اور تمہارے اکابر کے لیے ہے، کیونکہ یہ تمہارے بڑوں کے لیے ہو گا، اللہ کے لیے اس میں سے کچھ نہیں ہو گا۔

(شعب الایمان، جلد9، صفحہ159، مطبوعہ ریاض)

فیض القدیر میں مذکورہ حدیث پاک کے تحت ہے:" فالإخلاص شرط لقبول کل طاعة ولکل عمل من المأمورات "یعنی اخلاص ہر نیکی اور ہر مامور عمل کے قبول ہونے کے لیے شرط ہے۔

(فیض القدیر، جلد 1، صفحہ 217، مطبوعہ بیروت)

حدیقہ ندیہ میں ہے:" (ولا تقولوا ھذا) ای فعل الصدقة علی الاقارب او الصلة لھم بنحو تحیة وسلام وھدیة و کلام (لله) تعالیٰ ای تقربا الیه سبحانه (وللرحم) ای القرابة ایضا (فانھا) ای تلک الصدقة والصلة انما ھی (للرحم) فقط (ولیس لله) تعالیٰ (منھا شیئ) اذا وقع الشرکة فیھا بین ارادة وجه الله تعالیٰ وارادة صلة الرحم لاجل المخلوق فلا اخلاص فی ذلک لله تعالیٰ "یعنی یہ نہ کہو کہ اقارب پر یہ صدقہ یا ان کے لیے صلہ رحمی جیسے تحیت، سلام، ہدیہ اور کلام اللہ تعالیٰ کے لیے یعنی اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے اور قرابت کے لیے بھی ہے، تو یہ صدقہ وصلہ فقط قرابت کے لیے ہو گا اور اس میں سے اللہ کے لیے کچھ نہ ہو گا۔ جب رضائے الٰہی کے ارادہ اور مخلوق کے لیے صلۂ رحمی کے ارادہ کے درمیان شرکت واقع ہو گئی، تو اب اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص نہ رہا۔

(الحدیقۃ الندیہ، جلد 2، صفحہ 461، دار الکتب العلمیة)

بریقہ محمودیہ میں ہے:" (ولیس لله فیھا شیئ) فلا یقبل لعدم خلوصه له تعالیٰ "یعنی اس میں اللہ کے لیے کچھ نہ ہو گا، لہٰذا اللہ کے لیے خلوص نہ ہونے کی وجہ سے عمل قبول نہ ہو گا۔

(البریقۃ المحمودیۃ، جلد 2، صفحہ 171، مطبعۃ الحلبی)

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" الحکم نوعان نوع یتعلق بالآخرة وھو الثواب في الأعمال المفتقرة إلى النية والإثم في الأعمال المحرمة ونوع يتعلق بالدنيا وهو الجواز والفساد والكراهة والإساءة ونحو ذلك والنوعان مختلفان بدليل أن مبنى الأول على صدق العزيمة وخلوص النية فإن وجد وجد الثواب وإلا فلا ومبنى الثاني على وجود الأركان والشرائط المعتبرة في الشرع حتى لو وجدت صح وإلا فلا سواء اشتمل على صدق العزيمة أولا "یعنی حکم کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم وہ جس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے اور وہ ان اعمال میں ثواب ہے، جن میں نیت کی حاجت ہوتی ہے اور

حرام اعمال میں گناہ ہے اور ایک قسم وہ جس کا تعلق دنیا کے ساتھ ہے اور وہ عمل کا جائز، فاسد، مکروہ اور برا ہونا وغیرہ ہے۔ اور دونوں قسمیں مختلف ہیں اس دلیل سے کہ پہلی قسم کی بنیاد سچے ارادے اور خلوصِ نیت پر ہے، پس اگر یہ ہوگا، تو ثواب حاصل ہوگا ورنہ نہیں اور دوسری قسم کی بنیاد شریعت میں موجود ارکان و معتبر شرائط پر ہے کہ اگر یہ پائے جائیں گے، تو عمل درست ہوگا ورنہ نہیں خواہ عمل سچے ارادہ پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔ **(عمدۃالقاری، جلد1، صفحہ31، مطبوعہ بیروت)**

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

15ذوالقعدۃالحرام1445ھ/24مئی2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے